عید الفطر

رمضان المبارک کے جب انتیس دن گزر جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنا چاہئے کیونکہ قمری مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اگر مطلع ابر آلود ہو تو پورے تیس دن مکمل کر کے عید الفطر ادا کرنی چاہئے عید الفطر کے دن غسل کر کے عید کے دن کو نئے یا دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا چاہئے۔ عید الفطر کے لئے طاق کھجوریں کھا کر جانا چاہئے اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو چھوارے یا کوئی اور میٹھی چیز بھی کھائی جا سکتی ہے۔ عید گاہ میں آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا بھی سنت ہے اور راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا چاہئے **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** ۔عید الفطر کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہئے جو کہ بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت با جماعت ادا کی جائے گی۔ نماز کے بعد امام صاحب خطبہ دیں گے وہ بھی سب کو سننا چاہئے اور بعد میں اجتماعی دعا میں شریک ہونا چاہئے اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی اس دعا میں شریک ہونے کا حکم فرمایا ہے جنہوں نے کسی شرعی عذر کی وجہ سے نماز ادا نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

امرنا رسول اللہ ﷺ ان تخرجھن فی الفطر والاضحی العواتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوٰۃ ویشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین (مسلم ۱/۲۹۱ کتاب الصلوۃ العیدین)

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں جوان، حیض والیاں اور پردہ نشین تمام عورتوں کو عید گاہ لیکر جائیں البتہ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں اور بھلائی (صدقات دینا اور خطبہ سننا) وغیرہ میں شریک ہوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی عید گاہ جا کر با جماعت عید کی نماز ادا کرنی چاہئے اس مسئلہ میں اور بھی احادیث ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شوال کے روزے

شوال کے چھ روزوں کی بھی بہت فضیلت احادیث میں آئی ہے یہ روزے رکھنا نہ تو ضروری ہیں اور نہ ہی رمضان المبارک کا حصہ لیکن چونکہ ان کا بہت زیادہ ثواب بیان ہوا ہے۔ اس لئے ان کی فضیلت کو یہاں بیان کیا جاتا ہے تاکہ عامۃ المسلمین میں سے جو چاہیں یہ اجر حاصل کر لیں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر (مسلم ۱/۳۶۹ کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

برادران اسلام: یہ اجر اس شخص کیلئے ہے جو رمضان المبارک کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق گزارتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی خیر و برکت سے نوازے اور توفیق عطا فرمائے کہ ہم کتاب و سنت کے مطابق رمضان المبارک کا مہینہ گزاریں تاکہ اس کے اجر و ثواب کے کما حقہ حقدار بن سکیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی

عظیم خوشخبری

بہنوں اور بھائیوں کیلئے دعوت دین اور قرآنی علوم و معارف کو گھر گھر پہنچانے کیلئے
شہرہ آفاق اور قبولیت عام حاصل کرنے والی کتب تفاسیر انتہائی ارزاں تبلیغی نرخوں پر حاصل کریں

① تفسیر ابن کثیر ترجمہ مولانا محمدؒ جونا گڑھی 5 جلدیں 490-00 روپے
② تفہیم القرآن سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ 6 جلدیں 770-00 روپے
③ معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ 8 جلدیں 950-00 روپے

◉ مذکورہ تفاسیر میں سے کوئی ایک تفسیر تبلیغی نرخوں پر حاصل کی جا سکتی ہے۔
◉ دو تصاویر اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضروری ہے۔
◉ بیرون فیصل آباد کے احباب کتب منگوانے کیلئے مزید 100 روپے ڈاک خرچ بھجوائیں۔
◉ سٹاک محدود ہے۔ پہلے آیئے پہلے پایئے۔

مزید رابطہ کیلئے: میاں طاہر 0304-3010777

مرکز الحرمین الاسلامی گل بہار کالونی مین ستیانہ روڈ فیصل آباد پاکستان

اسلامی جزاء وسزا کے عظیم مقاصد

مولانا کلیم احمد مقبول احمد تیمی
[illegible]

اسلام ایک جامع وہمہ گیر دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کیلئے رہنمائی موجود ہے۔ اس نے خواہ عقائد وعبادات کے احکام ہوں یا سیرت و اخلاق کے اصول' معاشی زندگی کے طور طریقے ہوں یا جنگ وجہاد کے فلسفے' حقوق ومعاملات کے تقضیے ہوں یا حاکم ومحکوم کے مابین تعلقات کی نوعیت' سب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اپنے متبعین کو ہر اس چیز سے آگاہ کیا' جس کی انسانیت حاجت مند اور جس میں انسانی سعادت ونیک بختی اور صلاح وفلاح کا راز پنہاں ہے اور ہر اس چیز سے روکا جو بدبختی و برائی اور ضلالت وگمراہی کا سبب بنتی ہے۔

اسلام کے جملہ محاسن اور خوبیوں میں اس کا قانون جزاء وسزا ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ جو ان تمام خود ساختہ اور وضعی قوانین سے ممتاز اور برتر ہے۔ جن کو مختلف حکومتوں نے اپنے ملکوں میں رائج کر رکھا ہے' چونکہ اسلامی قوانین کی خوبی یہ ہے کہ اس کا مقنن اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس ہے جو کہ قادر مطلق ہے' ہر چیز سے واقف اور بندوں کی فطرت ومزاج اور ان کے مصالح ومفاسد سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس لئے اسلامی قانون سزا کامل' ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور ہر زمانہ کے احوال وظروف کے لائق اور مناسب ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کے برخلاف خود ساختہ قوانین انسانی مصالح ومفاسد اور ان کی فطرت ومزاج کے فہم وادراک سے قاصر انسانی عقلوں کی اختراع ہیں' لہٰذا ان میں نہ تو کمالیت ہے نہ پختگی اور نہ ہی یہ ہر دور کیلئے مناسب وموزوں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تغیر زمانہ کے ساتھ یہ قوانین تحریف وتبدل سے محفوظ نہیں رہ پاتے۔

اسلام کا نظریہ جزاء وسزا

اسلام اپنے قانون سزا میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھتا ہے۔ چاہے اس کا تعلق اقتصادیات سے ہو یا اخلاقیات سے' سیاست وحکومت سے ہو یا معاشرتی زندگی سے' عدل ومساوات سے ہو یا امن وسکون سے وہ کسی بھی پہلو کو فراموش کر کے یونہی اندھا دھند سزائیں نافذ نہیں کرتا ہے بلکہ سب سے پہلے معاشرہ کو ان تمام اسباب وذرائع اور آلائش وگندگی سے پاک وصاف کرتا ہے' جو کہ جرائم کا باعث بنتے ہیں اور معاشرہ کو ایسے اسباب ووسائل فراہم کرتا ہے جو انسداد جرائم میں معاون ومددگار ہوتے ہیں۔

اسلام اپنی پاکیزہ تعلیمات کے تین بنیادی اصول کے ذریعہ انسان کو (جس میں جذبہء حیوانی بدرجہ اتم موجود ہے) مہذب واخلاق مند اور پابند شرع بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ (۱) احساس فرض شناسی (۲) ترغیب (۳) ترہیب

اسلام سب سے پہلے انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ معاشرہ میں اس کا کیا مقام ومرتبہ ہے اور معاشرے میں تہذیب وتمدن اس سے کیا تقاضا کرتی ہے' اس کے بعد بندوں کو رضاء الٰہی اور جنت کے انعام واکرام کی لالچ دے کر کار خیر میں رغبت دلاتا ہے اور آخر میں ڈرانے دھمکانے کا حربہ اپناتا ہے' اللہ کے غضب اور جہنم کے عذاب کی وعید سنا کر جرائم کی روک تھام کی کوشش کرتا ہے۔

اب اگر ان اصلاحی اور احتیاطی تدابیر کے بعد بھی کوئی جرم کا ارتکاب کرے تو اسلام اس پر سزا عاید کرتا ہے کیونکہ اسلام سزا کے نفاذ میں ایک فرد کی نہیں' بلکہ پورے معاشرہ کی رعایت کرتا ہے اور ایک قاتل کو قصاصاً قتل کر کے معاشرہ کے تمام افراد کی زندگی کو حفظ وامان دیتا ہے اور مجرم سے کسی طرح کی ہمدردی اور نرمی نہیں برتتا' کیونکہ ہمدردی کا مستحق تو مظلوم ہے نہ کہ ظالم۔ لیکن اسلام یونہی سزائیں تجویز نہیں کرتا اور نہ ہی بغیر سوچے سمجھے انہیں نافذ کرتا ہے' بلکہ سزا کے نفاذ سے قبل ٹھوس ثبوت تلاش کرتا ہے اور ان تمام اسباب ومحرکات کا گیرائی وگہرائی سے جائزہ لیتا ہے' جن کا جرم سے ادنی بھی تعلق ہوتا ہے۔

اگر کھلے ذہن سے سوچا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ اسلامی قانون سزا سخت نہیں ہے کیونکہ اسلام شک وشبہ کی بنیاد پر کسی کو سزائیں نہیں دیتا۔ بغیر گواہوں کی گواہی کے کسی پر حد کا نفاذ نہیں ہوتا۔ اگر مقتول کے اقرباء قاتل کو معاف کر دیں تو اسے ہرگز سزا نہیں دی جاتی۔ زانی کو اس وقت سنگسار کیا جاتا ہے' جب وہ شادی شدہ ہو۔ کسی غیر شادی شدہ کو سنگسار نہیں کیا جاتا' بلکہ کوڑوں پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ نابالغ اور پاگل کو غیر مکلف مان کر ان پر حد نہیں جاری کی جاتی ہے۔

اسلامی سزاؤں کے عظیم مقاصد

اسلامی احکام وقوانین حکمتوں سے پُر اور عظیم مقاصد کے حامل ہیں۔ ذیل میں اسلامی قانون سزا کی حکمتوں اور اس کے مقاصد کو قرآن وسنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ مجرم کو بدلہ دینا

اسلامی سزاؤں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مجرموں کو جرم کا بھرپور بدلہ دیا جائے۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں ان سزاؤں کو جزاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا﴾ (سورۃ مائدہ آیت ۳۸)

۲۔ سزا کو معاشرہ کیلئے عبرتناک بنا کر جرائم کو ختم کرنا

سزا کے نفاذ سے مجرم دوبارہ جرم کرنے سے باز آ جاتا ہے' ساتھ ہی اس کا مشاہدہ کرنے والے دوسرے اشخاص اس جیسے جرم کا ارتکاب کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ نتیجتاً جرائم